قبل اس کے دو حصے شائع ہو چکے ہیں۔ زیر نظر دونوں حصے پہلے دو حصوں کے طرز پر مرتب کیے گئے ہیں۔ ان میں قرآن وحدیث کے نصوص مع ترجمہ، عقائد، عبادات، معاشرت، تاریخ اسلام اور دعائیں مع ترجمہ شامل ہیں۔

یہ کتاب اپنے مضامین ومشمولات کے اعتبار سے مناسب اور مفید معلوم ہوتی ہے۔ اس میں دین کی بنیادی تعلیمات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو بچے اس کتاب کو درسیات کے طور پر پڑھیں گے، یقیناً ان کے اندر دین کا ایک واضح تصور پیدا ہوگا۔ فاضل مصنف اس پہلو سے قابلِ ستائش ہیں کہ انہوں نے مضامین کو فرموداتِ نبوی سے مزین کرنے کی کوشش کی ہے اور ان کے حوالے بھی دیے ہیں۔ گاہے بہ گاہے مشہور اردو شعراء کی اسلامی نظمیں بھی شامل ہیں۔ ضرورت ہے کہ دینی درس گاہوں اور مسلم زیرِ انتظام تعلیمی اداروں کے ذمہ داران اور اساتذہ اس کی طرف توجہ دیں اور اس کی ضرورت وافادیت محسوس کرتے ہوئے اسے داخلِ نصاب کریں۔ (م۔ج۔ک)

گلوبلائزیشن اور اسلام — مولانا یاسر ندیم

ناشر: دارالکتاب دیوبند، صفحات ۵۵۶، قیمت: درج نہیں

گلوبلائزیشن یعنی عالمگیریت عصرِ حاضر کا ایک نہایت اہم اور حساس مسئلہ ہے۔ یہ ایک کینسر کی مانند ہے جس نے ہماری معیشت، تجارت، داخلی وخارجی سیاست، عسکری نظام اور بین الاقوامی تعلقات سب کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ عالمِ اسلام خصوصیت سے اس کی زد پر ہے۔ یہ ابلیسی پنجہ جو کبھی اقوامِ متحدہ، کبھی عالمی بینک، کبھی آزاد اور کھلی تجارت اور کبھی مختلف معاہدوں کے ذریعہ پوری دنیا کو اپنے عالمی شکنجہ میں جکڑ لیتا ہے، دراصل سامراجیت پسندوں کی ایک چال ہے اور پوری انسانیت کو اپنے یہودی کارندوں کی غلامی میں دے دینے کی ایک بھیانک سازش ہے، جس کا سلسلہ صدیوں پر محیط ہے۔ ۱۹۹۵ء کے آس پاس باقاعدہ

اسے گلوبلائزیشن کا نام دے دیا گیا۔

زیرِ تبصرہ کتاب اسی اجمال کی تفصیل ہے ۔ لائق مصنف نے پہلے گلوبلائزیشن کی تعریف، اس کی تاریخ اور اس کے لئے راہ ہموار کرنے والے عوامل اور عناصر سے بحث کی ہے اور اسی ضمن میں بلڈر برج، راکفلر فاونڈیشن، امریکی کلیسا کی تنظیم، تعلقات خارجہ کمیٹی (C.F.R.) وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کے بعد موضوع کو پھیلاتے ہوئے بتایا ہے کہ گلوبلائزیشن کا دائرہ صرف اقتصادی میدان ہی تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہ ایک منظم فکری اور نظریاتی حملہ ہے جس میں نہ صرف ہمارا اقتصادی ڈھانچہ نشانہ پر ہے، بلکہ سیاسی، عسکری، معاشی، معاشرتی، ثقافتی، ہر میدان میں ہم اس کے خونیں پنجوں کا شکار ہیں، گویا یہ ایک عالم گیر فتنہ ہے جو ہر دروازے پر دستک دے رہا ہے۔

امریکہ، جو اپنا تعارف نام نہاد امن وحریت پسند ملک کے طور پر کراتا ہے، اس کی تاریخ سے بھی پردہ اٹھایا گیا ہے، کہ اس نے مختلف اقوام کو دبانے، کچلنے، ان کی صلاحیت پر قبضہ کرنے اور ان کو غلامی اور استحصال کا شکار بنانے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا اور آج تو اس کے دندانِ آز خوب تیز ہو چکے ہیں، چناں چہ عراق اور افغانستان کو غلام بنانے اور وہاں بین الاقوامی جنگی جرائم کا ارتکاب کرنے کے بعد اس کی کینہ توز نظریں اب ایران، شام، لیبیا، اور دوسرے کم زور ممالک پر لگی ہوئی ہیں۔ آج ہم اس کی بولی بولنے، اس کے کپڑے پہننے، اس کے بے ذائقہ اور بے لذّت ماکولات ومشروبات کھانے پینے اور اس کے ہتھیار استعمال کرنے پر مجبور ہیں، کہ یہی ترقی کی شان اور تہذیب کی معراج ہے۔

یہ کتاب انہیں حقائق کی ترجمان ہے۔ اس کتاب کے نوجوان مؤلف کی یہ کاوش کئی پہلوؤں سے مستحقِ داد وستائش ہے جنھیں ان کے استاذ اور معروف صاحبِ قلم مولانا نور عالم خلیل امینی صاحب نے چند لفظوں میں اس طرح سمیٹا ہے: